Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم
انّ الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء ۔ عسٰی ان یبعثک ربک مقاماً محمودا
فون ۹۴۴
رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴
روزنامہ الفضل ربوہ
یوم بدھ
ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی
The Daily ALFAZL RABWAH
قیمت فی پرچہ ۱۵ پیسے
جلد ۲۸/۶۳ | ۲۵ جمادی الثانی ۱۳۹۴ھ ۱۷ وفا ۱۳۵۳ہش ۱۷ جولائی ۱۹۷۴ء | نمبر ۱۶۳

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۱۷ وفا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ:۔

فلو کی تکلیف ابھی چل رہی ہے

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور کو صحتِ کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

اپنے مولیٰ کریم پر فدا ہو جاؤ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۵ر اگست ۱۹۱۳ء میں احسانات الٰہی کی قدر کرنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا:۔

"انسان کی فطرت میں اللہ نے ایک عجیب صفت رکھی ہے کہ جس وقت کوئی شخص اس سے نیکی کرتا ہے تو نیکی کرنے والے کی محبت اس کے دل میں ضرور ہو جاتی ہے۔ یہ بات انسان تو کیا درندوں اور پرندوں میں بھی پائی جاتی ہے۔ میں نے باز کو دیکھا ہے کہ وہ میر باز کے ہاتھ سے اُڑ کر اتنی دُور تک اُوپر چلا جاتا ہے جہاں کسی بادشاہ، کسی وزیر، کسی حاکم کی دسترس نہیں ہو سکتی۔ مگر وہ احسان کا گرویدہ ایسا ہوتا ہے کہ بلانے پر فوراً واپس چلا آتا ہے۔ جس وقت وہ شکار پر جھپٹتا ہے تو میں نے دیکھا ہے کہ اس کا پنجہ تو شکار پر ہوتا ہے مگر آنکھ مالک کی طرف ہوتی ہے کہ دیکھو میں نے کیسا کام کیا ہے۔

بیا کیا چھوٹا سا جانور ہے۔ جو لوگ ان کو سدھاتے ہیں ان سے احسان کرتے ہیں۔ ان کے ایسے مطیع فرمان ہوتے ہیں کہ وہ روٹی کنوئیں میں پھینکتے ہیں تو رستہ میں ہی سے جھپٹ کر واپس لے آتے ہیں۔ توپ کی آواز کیسی شدید ہوتی ہے میں نے طوطے کو توپ چلاتے دیکھا ہے۔ چیتے اور شیر کو دیکھا ہے کہ وہ مالک کی آنکھ کے اشارے پر چلتے ہیں۔ سرکس میں تم لوگوں نے دیکھا ہوگا کہ جانور کس طرح اپنے مالک کے حکم کے ماتحت چلتے ہیں۔ تو اس مالک نے ہم کو زبان دی ہے [illegible] کھانے پینے کی چیزیں پیدا کی ہیں۔ جب ایک معمولی احسان سے اس کی اس قدر اطاعت کی جاتی ہے تو کیا وجہ ہے کہ انسان اپنے مولا کریم پر فدا نہ ہو جس نے اسے حیات، بخشی، رزق دیا۔ پھر قیام کا بندوبست کیا۔"

(الفضل ۲۰ر اگست ۱۹۱۳ء)

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

"جو نور ہمارے سیّد و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا وہ کسی اور کو ہرگز نہیں ملا"

یہ شان اعلیٰ اور اکمل اور اتم طور پر صرف ہمارے ہادی نبی اُمّی صادق و مصدوق محمد مصطفےٰ میں پائی جاتی ہے

"وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسانِ کامل کو وہ ملائک میں نہیں تھا، نجوم میں نہیں تھا، قمر میں نہیں تھا، آفتاب میں بھی نہیں تھا، وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا، وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا، غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا، صرف انسان میں تھا یعنی انسانِ کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سیّد و مولیٰ سیّد الانبیاء سیّد الاحیاء محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں سو وہ نور اس انسان کو دیا گیا اور حسبِ مراتب اُس کے تمام ہمرنگوں کو بھی یعنی اُن لوگوں کو بھی جو کسی قدر وہی رنگ رکھتے ہیں۔۔۔۔ اور یہ شان اعلیٰ اور اکمل اور اتم طور پر ہمارے سیّد ہمارے مولیٰ ہمارے ہادی نبی اُمّی صادق مصدوق محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی تھی جیسا کہ خود خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ۔ وَاَنَّ ھٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْہُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِکُمْ عَنْ سَبِیْلِہٖ۔ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْھِیَ لِلّٰہِ۔ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعَالَمِیْنَ یعنی ان کو کہہ دے کہ میری نماز اور میری پرستش میں جدوجہد اور میری قربانیاں اور میرا زندہ رہنا اور میرا مرنا سب خدا کے لئے اور اس کی راہ میں ہے وہی خدا جو تمام عالموں کا رب ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے اور میں اوّل المسلمین ہوں یعنی دنیا کی ابتداء سے اس کے اخیر تک میرے جیسا اور کوئی کامل انسان نہیں جو ایسا اعلیٰ درجہ کا فنا فی اللہ ہو جو خدا تعالیٰ کی ساری امانتیں اس کو واپس دینے والا ہو"

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۱۶۰ تا صفحہ ۱۶۲)

پبلشر: مسعود احمد۔ پرنٹر: سید عبدالحی۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔ مقامِ اشاعت: دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۱۷ ماہ وفا ۱۳۵۳ھ ش

اخیار پر آنے والے ابتلاؤں کی علّتِ غائی

اللہ تعالیٰ جب بھی مومنوں اور علی الخصوص اپنے برگزیدہ بندوں پر ابتلاء وارد کرتا ہے تو ایسا وہ ہمیشہ دو اغراض کے ماتحت کرتا ہے۔ ایک غرض تو یہ ہوتی ہے کہ خود مومنوں کو آزمائے کہ ان میں سے اپنے دعوائے ایمان میں کون سچے ہیں اور کون وہ ہیں جو محض بناوٹ اور دکھاوے کے طور پر مومنوں میں آشامل ہوئے ہیں۔ اس طرح وہ کھرے اور کھوٹے میں تمیز کر دکھاتا ہے۔ دوسری غرض یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے بعض نیک اور برگزیدہ لوگوں کو بھی مبتلائے آلام کرکے ان کے صدق و صفا، اخلاص و وفا اور صبر و رضاء کو دوسروں پہ آشکار کرکے ان کے لئے ایک قابلِ تقلید نمونہ قائم کر دکھاتا ہے۔

جہاں تک مومنوں پر وارد ہونے والے ابتلاؤں کے اوّل الذکر مقصد کا تعلق ہے اللہ تعالےٰ اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:-

أَحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ ۝ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ ۝

(العنکبوت آیات ۳، ۴)

ترجمہ:- کیا (اس زمانہ کے) لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ان کا یہ کہہ دینا کہ ہم ایمان لے آئے ہیں (کافی ہوگا) اور وہ چھوڑ دیئے جائیں گے اور ان کو آزمایا نہ جائے گا؟ حالانکہ جو لوگ ان سے پہلے گزر چکے ہیں ان کو ہم نے آزمایا تھا (اور اب بھی وہ ایسا ہی کرے گا) سو اللہ ظاہر کر دے گا ان کو بھی جنہوں نے سچ بولا اور ان کو بھی جنہوں نے جھوٹ بولا۔

اور جہاں تک خدا تعالیٰ کے نیک اور برگزیدہ بندوں پر ابتلاء وارد ہونے کی غرض و غایت کا تعلق ہے اس ضمن میں سب سے واضح اور نمایاں مثال حضرت ایوب علیہ السلام کی ہے۔ آپ پر جو ابتلاء آیا وہ اتنا ہمہ گیر اور طویل تھا کہ آپ کو باری باری سب مال و اسباب سے محروم ہونا پڑا اور اولاد بھی زندہ نہ رہی حتیٰ کہ آپکی صحت بھی برباد ہو کر رہ گئی۔ اس کے باوجود آپ نے صبر و رضاء کا ایسا اعلیٰ نمونہ دکھایا کہ اُس کی خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں تعریف فرمائی۔ ایک ابتلاء کے بعد دوسرا ابتلاء آتا چلا گیا اور ہر ابتلاء پہلے سے زیادہ سخت ہوتا تھا جس کے نتیجہ میں آپ ہر چیز سے محروم ہوتے چلے گئے لیکن کسی بھی ابتلاء کی وجہ سے آپ کے پائے استقلال میں ذرہ بھر بھی تو لغزش نہیں آئی۔ آپ ہر بار پہلے سے بڑھ کر صبر کا نمونہ دکھاتے ہوئے رضاءِ الٰہی کے آگے سرِ تسلیم خم کرتے اور تعلق باللہ میں ترقی کرتے چلے گئے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے اُن کے اس نمونہ کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:-

إِنَّا وَجَدْنَاهُ صَابِرًا ۚ نِعْمَ الْعَبْدُ ۖ إِنَّهُ أَوَّابٌ ۝

(صٓ آیت ۴۵)

ترجمہ:- ہم نے اس کو (یعنی ایوب کو) صابر پایا تھا۔ وہ بہت اچھا بندہ تھا۔ وہ یقیناً خدا کی طرف کثرت سے جھکنے والا تھا۔

حضرت ایوب علیہ السلام نے پے در پے وارد ہونے والی تکالیف اور ان تکالیف کے دوران ہر چیز سے بکلی محرومی کے دوران صبر و رضاء کا جو نہایت اعلیٰ نمونہ دکھایا سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"حضرت ایوبؑ کی طرف دیکھو وہ کیسے صابر تھے۔ خدا تعالیٰ نے ان کا ذکر قرآن شریف میں بھی کیا ہے کہ وہ میرا ایک صابر بندہ ہے۔ پہلی کتابوں میں ان کا ذکر بالتفصیل لکھا ہے کہ شیطان نے خدا تعالیٰ سے کہا کہ ایوب کیوں صبر نہ کرے کہ اس کو تو نے مال دیا ہے، دولت دی ہے، غلام دئے ہیں، نوکر چاکر دئے ہیں، اولاد دی ہے، بیوی دی ہے، صحت دی ہے۔ خدا تعالےٰ نے فرمایا کہ تو اس کو آزما۔ اس پر پہلے تو اس کی بھیڑ بکریاں ماری گئیں، پھر بڑے بڑے جانور مارے گئے، مگر پھر بھی حضرت ایوبؑ نے صبر سے کام لیا۔ اس پر شیطان نے کہا کہ ابھی اس کے پاس دولت اور غلام اور اولاد ہے وہ صبر کیوں نہ کرے۔ اس پر اس کے غلام بھی مر گئے۔ انہوں نے اس پر بھی صبر ہی کیا، یہاں تک کہ ہوتے ہوتے سب کچھ ہلاک ہو گیا، ایک وہ اور ان کی بیوی رہ گئیں۔ پھر بھی شیطان نے کہا ابھی اس کی صحت درست ہے۔ اس پر اُن کو جذام ہو گیا یعنی کوڑھ ہو گیا۔ پھر بھی انہوں نے صبر سے کام لیا۔ پس جب وہ اس طرح صابر اور صادق ثابت ہوئے تو خدا تعالیٰ نے اُن کو آگے سے بھی زیادہ مال و دولت، غلام، لونڈیاں اور اولاد عطا فرمائی اور صحت بھی عطا فرمائی۔" (ملفوظات جلد دہم صفحہ ۳۳۲)

حضرت ایوب علیہ السلام پر جو اتنا شدید ابتلاء وارد ہوا اس میں حکمت یہ تھی کہ وہ صبر و رضاء اور اللہ تعالیٰ کو ہر شئے پر مقدم کرنے کا ایسا اعلیٰ نمونہ دکھائیں کہ جو دوسروں کے لئے ہدایت اور رہنمائی کا موجب ہو اور جب ان پر ابتلاء آئیں تو وہ بھی اسی طرح صبر کا نمونہ دکھا کر اللہ تعالےٰ کے عظیم الشان انعاموں کے مورد بنیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ حضرت ایوب پر وارد ہونے والے ابتلاؤں کی اس حکمت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:-

وَوَهَبْنَا لَهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُمْ مَعَهُمْ رَحْمَةً مِنَّا وَذِكْرَىٰ لِأُولِي الْأَلْبَابِ ۝ (صٓ آیت ۴۴)

ترجمہ:- اور ہم نے اُس کو (یعنی ایوب کو) اس کے اہل بھی دئے اور اُن جیسے اور بھی اپنے رحم سے دئے اور (اس طرح) عقل والوں کے لئے ایک نصیحت کا سامان بخشا۔

اس کے بعد متعدد دیگر انبیاء اور ان پر آنے والے ابتلاؤں اور ان کی طرف سے صبر کے نہایت اعلیٰ نمونہ کا ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:-

هَٰذَا ذِكْرٌ ۚ وَإِنَّ لِلْمُتَّقِينَ لَحُسْنَ مَآبٍ ۝

(صٓ آیت ۵۰)

یہ (تذکرہ) اُن لوگوں کے نقشِ قدم پر چلنے کے لئے ایک یاددہانی ہے اور متقیوں کے لئے یقیناً نہایت اعلیٰ درجہ کا ٹھکانہ مقرر ہے۔

اس سے ظاہر ہے کہ نیک اور برگزیدہ لوگوں پر مشکلات آنے کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ صبر کا نہایت اعلیٰ نمونہ دکھا کر دوسروں کے لئے ایک قابلِ تقلید مثال قائم کر دکھائیں یعنی جب دوسروں کے لئے بھی اللہ تعالےٰ کی مشیت اور حکمت بالغہ کے ماتحت ایسے حالات پیدا ہوں کہ انہیں اپنے اموال اپنی جائیداد اور اپنی اولاد وغیرہ سے محروم ہونا پڑے تو وہ بھی ان برگزیدہ ہستیوں کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے صبر کا نہایت اعلیٰ نمونہ دکھائیں، اور خدا تعالیٰ کی جناب میں جھکتے ہوئے اس سے عاجزانہ اور متضرعانہ دعائیں کر کرکے اس کی تائید و نصرت طلب کریں۔ اگر وہ ایسا کریں گے تو خدا تعالیٰ انہیں اپنی تائید و نصرت سے نوازے گا اور انہیں پہلے سے بھی بڑھ کر مال اور اولاد اور خوشحالی و فارغ البالی عطا کرے گا۔ لیکن شرط ایک ہی ہے کہ وہ صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں اور خدا تعالےٰ کے آستانہ پر جھکے رہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات

۱۹۲۸ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ تحریک پیش فرمائی کہ تمام ہندوستان میں ایسے جلسے منعقد کئے جایا کریں جن میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ اور سوانح مبارکہ بیان کئے جایا کریں اور ان جلسوں میں ہر مذہب و ملت کے لوگوں کو شمولیت کی دعوت دی جایا کرے تا اہل ہند کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت و سوانح سے واقفیت حاصل ہو۔ ملک میں رواداری کا جذبہ عام ہو اور ایک دوسرے کے احترام کا احساس پیدا ہو۔ اس سلسلہ میں قادیان میں ۱۷ جون ۱۹۲۸ء کو ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس میں حضور رضی اللہ عنہ نے "دنیا کا محسن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" کے عنوان پر خطاب فرمایا۔ اس خطاب کا ایک حصہ قارئین الفضل کے افادہ کیلئے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

احسان کئی قسم کے ہوتے ہیں ایک احسان وقتی ہوتے ہیں اور دوسرے لمبے عرصہ کے لئے۔ پھر آگے ان کی دو قسمیں ہیں (۱) طبعی یعنی فطرت کے تقاضا کے ماتحت۔ جیسے ماں کے دل میں بچہ کی خدمت کا تقاضا ہوتا ہے (۲) عقلی یعنی ایسا احسان جو عقل کے تقاضا کے ماتحت ہو۔ مثلاً ایک مظلوم کو دیکھ کر رحم آجانا اور اس پر احسان کرنا یا ایک شخص کو جاہل دیکھکر اس پر رحم کر کے اسے علم پڑھا دینا۔

پھر آگے عقلی احسان کی بھی دو قسمیں ہیں (۱) ایسا احسان جس کا بدلہ لینے کی امید ہوتی ہے مثلاً کسی کو علم پڑھاتے ہیں تو امید ہوتی ہے کہ وہ ہمارے خیالات کی آگے اشاعت کرے گا۔ (۲) طبعی عقلی یعنی خواہ وہ احسان تو بوجہ دلیل اور عقل کے ہوتی ہے مگر وہ اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ طبعی کی طرح ہو جاتی ہے۔ انسان احسان کرنے کے لئے بے چین ہو جاتا ہے۔ اس کی آگے پھر دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ احسان جو اپنے آپ کو خطرہ میں ڈالے بغیر کیا جاتا ہے۔ جیسے کسی کے پاس مال ہو اور وہ کسی پر احسان کر کے اسے کچھ مال دے دے۔ دوسری قسم کا احسان یہ ہوتا ہے کہ انسان اپنے آپ کو خطرہ میں ڈال کر دوسرے پر احسان کرتا ہے۔ مثلاً کسی کے گھر میں آگ لگی ہے اس میں کود کر اس کے مال کو یا اس کے گھر کے لوگوں کو بچانے کی کوشش کرتا ہے

یہ احسان کی قسمیں ہیں ان کو مدنظر رکھ کر دیکھو تو معلوم ہوگا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے صرف احسان ہی نہیں کیا بلکہ اعلےٰ سے اعلےٰ احسان کیا ہے مثلاً آپ کے احسانات صرف عارضی نہیں ہیں۔ اکثر دائمی ہیں اور پھر آپ کے احسانات صرف ان لوگوں تک محدود نہیں ہیں جو آپ کے رشتہ دار تھے بلکہ آپ کے احسانات اپنے دوستوں سے نکل کر واقفوں اور ان سے بھی گذر کر ناواقفوں تک پھیل گئے تھے۔ پھر یہ کہ آپ کے احسانات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں کسی نفع کی آپ کو امید نہ تھی بلکہ وہ ایسے ہی طبعی تھے جیسے کہ ماں اپنے بچہ سے حسن سلوک کرتی ہے اور پھر صرف انتہائی جوش کے ماتحت اور عام احسان ہی آپ نے نہیں کئے بلکہ ساتھ اس کے یہ بات تھی کہ آپ نے اپنی جان کو خطرہ میں ڈال کر وہ احسانات کئے ہیں اور ان کے بدلہ میں خطرناک سے خطرناک مشکلات میں اپنی جان کو ڈالا ہے۔ پس احسان کی تمام اقسام میں سے بہتر سے بہتر اقسام کا ظہور آپ سے ہوا ہے اور ایسے رنگ میں ہوا ہے کہ اس کی مثال نہیں ملتی۔

اب میں آپ کے احسانات کی چند مثالیں بیان کرتا ہوں تا معلوم ہو سکے کہ آپ کے احسان کس اعلےٰ شان کے تھے۔

شرک کو دور کرنا

پہلا احسان آپ کا شرک کو دور کرنا ہے۔ آپ نے ایک خدا کی پرستش دنیا میں قائم کی۔ اب تو سب دنیا اس بات کی قائل ہو رہی ہے کہ شرک بُرا ہے مگر جب آپ مبعوث ہوئے تھے اس وقت قائل نہ تھی۔ آپ نے سارے ملک کو اپنا دشمن بنا کر اور سخت سے سخت تکالیف برداشت کر کے اس صداقت کو قائم کیا اور نہ صرف اپنے زمانہ کے لوگوں کو بلکہ بعد میں آنے والے لوگوں کو بھی اپنا ممنون احسان کیا۔ یہ احسان صرف مذہبی پہلو سے ہی نہیں ہے بلکہ اس کا ایک دنیوی پہلو بھی ہے اور یہ احسان دنیا کی دنیوی ترقی میں بھی ممد ہے مثلاً ہم دیکھتے ہیں کہ اگر لوگ ان چیزوں کو جنہیں خدا تعالیٰ نے ہمارے فائدہ کے لئے پیدا کیا ہے۔ خدا سمجھنے لگیں تو کبھی بھی ان کے طبعی فوائد پر غور نہیں کرینگے اور ان کو استعمال کرنے کی کوشش نہیں کریں گے لیکن جب لوگ ایک خدا کے قائل ہوں گے اور سب مخلوق کو انسان کے فائدہ کے لئے قرار دیں گے تو پھر ان کے فوائد کو حاصل کرنے اور ان کو اپنی خدمت میں لگانے کی بھی کوشش کریں گے اور اس طرح سائنس اور علم کی بھی ترقی ہوگی پس رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے شرک کو دور کر کے اور توحید کی تعلیم دیکر نہ صرف ایک عظیم الشان مذہبی احسان دنیا پر کیا ہے بلکہ علمی ترقی کا رستہ بھی کھول دیا ہے

مذہب اور سائنس میں صلح

دوسرا احسان آپ کا یہ ہے کہ آپ نے مذہب اور سائنس کی لڑائی کو دور کر دیا ہے آپ سے پہلے لوگ سمجھتے تھے علم پڑھنے سے مذہب جاتا رہتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے یہ خیال قائم کیا کہ مذہب خدا کا کلام ہے اور دنیا خدا کا فعل ہے آگ جو جلاتی ہے تو اسے بھی خدا نے پیدا کیا ہے جس طرح اس نے اپنا کلام نازل کیا ہے پس اگر مثلاً گرمی کے خواص پر غور کیا جائے تو یہ خدا تعالیٰ کے فعل پر غور ہوگا نہ کہ مذہب کے مخالف غرض رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مذہب اور سائنس میں صلح کرا دی اور آپ نے فرمایا طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ۔ علم مذہب کے خلاف نہیں۔ بلکہ ہر ماننے والے پر خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔ فرض ہے کہ علم پڑھے۔ اس وقت غیر مذاہب والے کہتے ہیں کہ مسلمان جاہل ہیں مگر یہ ہمارا قصور ہے ہمارے رسول کا نہیں ہے اس اعتراض سے ہم شرمندہ ہوتے ہیں اور ہماری آنکھیں نیچے ہو جاتی ہیں مگر اس سے ہمارے رسول پر کوئی حرف نہیں آتا۔ کیونکہ اس وقت جبکہ مکہ والے علم حاصل کرنا ذلت سمجھتے تھے اور سارے مکہ میں سات آدمی پڑھے لکھے تھے اور ان کو بھی صرف سپاہی ضرورتوں کی وجہ سے علم پڑھنے کی اجازت دی گئی تھی آپ نے فیصلہ فرمایا تھا کہ طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ پڑھنا لکھنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔

پس اگر آجکل مسلمان جاہل ہیں تو یہ قصور ہمارا ہے ہمارے آقا کا نہیں ہے اس نے یہی تعلیم دی ہے کہ علم سیکھنا ہر مسلمان کا فرض ہے اور یہ اسی کا نتیجہ تھا کہ مسلمانوں نے پچھلے علوم کو قائم رکھا اور نئے علوم کی بنیاد ڈالی جن سے آج دنیا فائدہ اٹھا رہی ہے۔ اگر مسلمان پہلے علوم کی حفاظت نہ کرتے تو ارسطو کا فلسفہ اور بقراط کی حکمت آج کوئی نہ معلوم کر سکتا مسلمانوں نے ان کی کتب کے ترجمے کر لئے اور جبکہ ان حکماء کے اپنے اہل وطن ان سے غافل ہو گئے تھے ان کے درس اپنی یونیورسٹیوں میں جاری کئے اور ان کتب کو محفوظ کر دیا اور پھر ان کے ذریعہ سے یہ علوم اور خود مسلمانوں کے ایجاد کردہ علوم سپین میں پہنچے اور اس وقت جب کہ مسیحی علماء علوم کو پڑھنا کفر قرار دے رہے تھے جس طرح کہ آجکل بعض لوگ علوم جدیدہ کا پڑھنا کفر قرار دے رہے ہیں مسلمانوں کے ذریعہ سے یورپ کے نوجوانوں نے علوم کو سیکھا اور پھر ان پر مزید ترقی کر کے آجکل کے علوم کی بنیاد رکھی۔ چنانچہ ایک یورپین مصنف نے لکھا ہے کہ اہل یورپ کب تک دنیا کی آنکھوں میں خاک جھونکتے اور یہ کہتے رہیں گے کہ مسلمانوں نے علم کی خدمت نہیں کی حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ اگر سپین میں مسلمانوں کے ذریعہ علوم نہ پہنچتے تو ہم آج جہالت کی نہایت ابتدائی حالت میں ہوتے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ذریعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی تعلیم کا نتیجہ تھا کہ دنیا میں علوم کی ترقی کا وہ تسلسل قائم رہا ہے۔ جس کے بغیر علمی ترقی بالکل ناممکن تھی

علم ختم نہیں ہوتا

تیسرا احسان آپ کا یہ ہے کہ آپ نے بہ زور اس امر کی تعلیم دی۔ کہ علم کبھی ختم نہیں ہوتا۔ دنیا میں لوگ ایک حد تک ترقی کر کے جب یہ کہتے ہیں کہ اب ترقی نہیں ہوسکتی۔ تو علم مٹنا شروع ہو جاتا ہے اور تمام علوم اور قوموں کے تنزل کا موجب یہی ہے کہ ایک حد تک پہنچکر یہ خیال کر لیا جاتا ہے کہ اس سے اوپر اور کیا ترقی ہوگی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی وہ شخص ہیں جنہوں نے اس خطرناک مرض کو معلوم کیا اور دنیا کے سامنے پیش کر کے اس سے اُسے بچایا۔ اور بڑے زور سے تعلیم دی کہ علم خواہ کوئی بھی ہو کبھی ختم نہیں ہوتا پس ہمیشہ علم کی تحقیق کرتے رہو۔ اور کبھی کسی جگہ پر ٹھہر نہ جاؤ۔ یہ کتنا بڑا نکتہ ہے۔ ہم لوگ اپنے ایمان کے لحاظ سے یہی مانتے ہیں کہ آپ سب سے بڑے عالم تھے۔ آپ سے بڑھ کر نہ کوئی عالم ہوا اور نہ ہوگا۔ مگر آپ بھی یہ دعا کرتے تھے۔ "رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا" اے خدا میرا علم اور بڑھا۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی علم کے انتہائی مقام کو نہیں پہنچ سکے۔ اور خدا تعالیٰ کے بنائے ہوئے غیر محدود راستوں پر برابر آگے ہی آگے بڑھتے رہتے اور ہمیشہ اضافہ علم کی خواہش آپ کے دل میں موجزن رہی پس جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو علم روحانی کے مکمل کرنے والے تھے دعا کرتے رہے کہ اُن کا علم اور بڑھے تو کونسا علم ہوسکتا ہے جو ختم ہو جائے۔ اور کون سا شخص ہوسکتا ہے جو کسی علم کو ختم کرلے۔ اور جب علم کی حد کوئی نہ رہی تو معلوم ہوا کہ اہل علم کا یہ فرض ہے کہ اپنے اپنے شعبہ میں ہمیشہ مزید ترقی کے لئے کوشش کرتے رہا کریں۔ اور کسی مقام پر پہنچ کر یہ خیال نہ کریں کہ اب ترقی نہیں ہوسکتی۔ بلکہ ہمیشہ ترقی ہوتی رہے گی اور نئے علوم نکلتے رہیں گے اور ایجادات ہوتی رہیں گی۔

ہر مرض کی دوا

جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ احسان کیا ہے کہ علوم کسی مقام پر ختم نہیں ہوتے اسی طرح آپ کا یہ بھی احسان ہے کہ آپ نے یہ تعلیم دی کہ ہر ایک انسانی ضرورت کا خدا تعالیٰ نے علاج مقرر کیا ہے اور کوئی ضرورت حقہ نہیں جس کے پورا کرنے کا سامان نہ موجود ہو۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں لِکُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ۔ ہر مرض کا علاج خدا تعالیٰ نے مقرر فرمایا ہے۔ یہ تعلیم آپ نے اس وقت دی تھی جبکہ طب میں ہزاروں بیماریوں کے متعلق کہا جاتا تھا کہ اُن کا کوئی علاج نہیں ہے اور آج بھی جبکہ طب اتنی ترقی کر گئی ہے۔ اطباء کہتے ہیں کہ کئی بیماریوں کا کوئی علاج نہیں۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے ملک میں پیدا ہوئے جہاں کوئی طبیب نہ تھا۔ فرماتے ہیں کہ کوئی بیماری ایسی نہیں جس کی دوا نہ ہو تجسس کرو علاج پالو گے۔ آپ کے اس حکم کے ماتحت مسلمانوں نے علم طب کی طرف توجہ کی اور بیسیوں بیماریوں کا علاج مکمل کر لیا اور اب یورپ کے اطباء اس تعلیم کی صداقت کو ثابت کر رہے ہیں کہ مختلف لاعلاج سمجھی جانے والی بیماریوں کا علاج تلاش کر رہے ہیں اور کئی بیماریوں کا علاج دریافت کر چکے ہیں۔ یہ تعلیم صرف امراض ہی کے متعلق نہیں بلکہ دوسری ضروریات کے متعلق بھی ہے اور اس اصل پر عمل کرنے والے ہمیشہ کامیابی کا منہ دیکھتے رہیں گے۔

اخلاقی ترقی کا گُر

پانچواں احسان آپ کی وہ تعلیم ہے۔ جو آپ نے اخلاقی ترقی کے متعلق دی ہے اور جس سے بدی کا قلع قمع ہو جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان خواہ کیسی گندی حالت میں پہنچ جائے یہ نہ سمجھے کہ نیک نہیں بن سکتا۔ اس تعلیم کے ذریعہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مایوسی اور ناامیدی کی جڑ کاٹ کر رکھ دی ہے آپ نے خدا تعالیٰ سے علم پا کر فرمایا۔ اِنَّهٗ لَا يَايْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ کہ خدا کی رحمت سے سوائے انکار کرنیوالے کے اور کوئی مایوس نہیں ہوتا اب دیکھو اس اصل کے ماتحت کس حد تک امید کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ عام طور پر بدی اس طرح پھیلتی ہے کہ جو شخص بدیوں میں مبتلا ہو چکا ہے وہ سمجھتا ہے کہ اتنی بدیاں کر لیں ہیں تو اب میں کہاں نیک بن سکتا ہوں اور جب وہ یہ رائے قائم کر لیتا ہے تو وہ بدیوں میں بڑھتا جاتا ہے۔ لیکن اگر کوئی یہ سمجھ لے۔ کہ خواہ اس سے کتنی ہی بدیاں سرزد ہو چکی ہیں۔ وہ نیک ہوسکتا ہے اور واپسی کا راستہ اس کے لئے بند نہیں ہے تو اس کے نیک بن جانے کا ہر وقت احتمال ہے۔

سچے دل سے جستجو کرنے والا ضرور کامیاب ہو جاتا ہے

مذکورہ بالا اصل کے ماتحت ہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا پر بھی احسان ہے کہ آپ نے یہ تعلیم دی ہے کہ سچی جستجو کبھی ضائع نہیں جاتی چنانچہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ یہ تعلیم دیا کرتے تھے کہ الذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ ہمارے ملنے کیلئے کوشش کرینگے ہم ضرور ان کو ہدایت دیدینگے۔ یعنی جو بھی سچے دل سے جستجو کریگا وہ خدا کو پالیگا یہ اور بات ہے کہ کسطرح سے خدا تعالیٰ ہدایت دے مگر دیگا ضرور اور یہ کہنا کہ سکھ یا ہندو یا عیسائی کی دعا قبول نہیں ہوتی بالکل غلط ہے۔ طلب ہدایت کے متعلق ہر ایک کی دعا قبول ہوتی ہے اور اگر کوئی سچے دل سے جستجو کرے تو ضرور اُسے سیدھا راستہ دکھایا جائے گا اور جب اس کی دعا اپنی حد کو پہنچ جائے گی تو خدا تعالیٰ ایسے سامان پیدا کر دے گا جن کی مدد سے وہ کشاں کشاں اس راستہ پر پڑ جائیں گے جس پر چل کر خدا تعالیٰ کا دیدار حاصل ہوتا ہے۔

مساوات

چھٹا احسان رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ہے کہ آپ نے قومی امتیازات کو مٹا کر انسانی مساوات کو قائم کیا ہے۔ آپ سے پہلے ہر قوم اپنے آپ کو اعلیٰ قرار دیتی تھی۔ عرب تحقیر کے طور پر کہتے کہ عجمی جاہل ہیں انکی ہمارے مقابلہ میں کیا حقیقت ہے عجمی عربوں کے متعلق کہتے تھے کہ عرب وحشی ہیں رومی کہتے تھے ہم سب سے اعلیٰ ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ لیس للعربی فضل علی عجمی الا بالتقوی۔ اے عربو یاد رکھو تم کو دوسروں پر کوئی فضیلت نہیں دی گئی۔ تم بھی ویسے ہی ہو جیسے اور ہیں۔ سوائے اس صورت کے کہ تم خدا کے خوف میں دوسروں سے بڑھ جاؤ اور یہ فضیلت نسل کی وجہ سے نہ ہوگی بلکہ تقویٰ کی وجہ سے۔

اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی غیر قوم کے لوگوں کو یہ تعلیم دیتے کہ تمہیں دوسروں پر کوئی فضیلت نہیں ہے تو کہا جا سکتا کہ اپنی قوم کو بڑھانے کیلئے ایسا کہہ رہے ہیں۔ مثلاً اگر کوئی شخص چوہڑوں اور چماروں میں سے کھڑا ہو کر کہے کہ اے پنڈتو اور برہمنو تم کو کسی اور قوم پر فضیلت حاصل نہیں ہے تو کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ تعلیم مساوات قائم کرنے کیلئے نہیں بلکہ اپنی عزت قائم کرنے کیلئے ہے۔ لیکن اگر کوئی سید کھڑا ہو کر سیدوں کو کہے کہ تمہیں دوسروں پر انسان ہونے کے لحاظ سے کوئی فضیلت نہیں ہے۔ تو کہا جائے گا کہ وہ اپنی قوم کو ایک سچی تعلیم دے کر ان پر احسان کر رہا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کو دیکھو آپ نے ایسے ہی الفاظ میں نصیحت کی ہے جو آپ کی قوم کے درجہ کو گراتے ہیں نہ یہ کہ اوروں کے درجہ کو گرا کے اپنی قوم کا درجہ بڑھاتے ہیں۔ پس آپ کی تعلیم حقیقی مساوات کی تعلیم تھی آپ یہ نہیں فرماتے کہ اے عجمیو تم رومیوں یا عربوں سے بڑے نہیں ہو۔ بلکہ اپنی قوم کو کہتے ہیں کہ تم دوسروں پر فضیلت کا دعویٰ نہ کیا کرو پس آپ کی تعلیم مساوات کی تعلیم کا اعلیٰ نمونہ تھی اور بنی نوع انسان پر ایک عظیم الشان احسان تھا۔

اسی ضمن میں آپ نے خدا تعالیٰ سے حکم پا کر کہا۔ یایھا الناس انا خلقنکم من ذکر و انثی وجعلنکم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقکم۔ تو کہہ دے کہ قومیں اس لئے بنائی گئی ہیں کہ اچھے کاموں میں ایک دوسرے سے مقابلہ کریں۔ جس طرح وہ مقابل کی ٹیمیں ہوتی ہیں تو مساوات کے ساتھ ساتھ آپ نے تمدنی درجہ میں بھی سب کو برابر کر دیا اور فرمایا۔ سوائے ایسی قوموں کے جن کو حرام و حلال کا پتہ نہیں ہے۔ باقیوں سے مل کر تم کھا پی سکتے ہو۔ یعنی جو صاف ستھرے لوگ ہوں۔ یا جنکے ہاں کوئی معیار حلال و حرام کے لئے مقرر ہو ان سے کھانا پینا منع نہیں ہے۔

(باقی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نتیجہ امتحان میٹرک تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ

امتحان میں ۱۴۷ طلباء شامل ہوتے جن میں سے ۱۲۴ کامیاب ہوئے۔ نتیجہ ۸۴ء۳۴ فیصد رہا۔ عزیز شمس الحق طیب ابن ڈاکٹر فضل حق صاحب ۷۴۴ نمبر حاصل کرکے سکول میں اوّل رہے اور قمر احمد عطاء ابن ملک غلام احمد صاحب عطا ۷۴۱ نمبر حاصل کرکے دوم رہے۔ چھ وظائف متوقع ہیں۔

(عبدالسمیع خان ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ)

رول نمبر	نام طالب علم	حاصل کردہ نمبر	رول نمبر	نام طالب علم	حاصل کردہ نمبر
				سائنس گروپ	
۲۵۵۱۲	عبدالہادی	۴۴۷	۲۵۵۵۸	عبدالاحد بشارت	۵۶۸
۲۵۵۱۳	صالح احمد	۴۹۸	۲۵۵۵۹	محمد اقبال	۶۲۲
۲۵۵۱۴	عبدالباسط	۵۷۶	۲۵۵۶۰	بشارت احمد	۵۸۴
۲۵۵۱۵	انیس احمد خان	۳۸۲	۲۵۵۶۱	نعیم اکبر خان	۳۵۰
۲۵۵۱۶	ارشاد علی	۵۶۸	۲۵۵۶۲	مرزا وحید احمد	۶۲۰
۲۵۵۱۹	سلطان احمد	۵۷۴	۲۵۵۶۳	شعیب احمد	۵۶۲
۲۵۵۲۰	سید تبشیر احمد شاہ	۴۶۱	۲۵۵۶۵	شمس الحق ضیاء	۵۴۲
۲۵۵۲۱	محمد رفیق احمد ثاقب	۶۷۲	۲۵۵۶۶	یوسف علی عمران	۵۰۶
۲۵۵۲۲	محمد اعزاز نوید	۵۰۷	۲۵۵۶۷	نوید احمد رشید	۵۱۳
۲۵۵۲۳	نعیم احمد	۴۸۰	۲۵۵۶۸	منظور احمد مظہر	۶۲۸
۲۵۵۲۴	نسیم احمد	۴۶۳	۲۵۵۶۹	مجید احمد نصر اللہ	۶۶۳
۲۵۵۲۵	واصف احمد		۲۵۵۷۰	ناصر عتیق احمد	۵۴۸
۲۵۵۲۶	اسحاق احمد	۳۵۶	۲۵۵۷۱	بشیر اللہ فوزی	۵۱۷
۲۵۵۲۷	عبدالرحمٰن خالد	۴۱۷	۲۵۵۷۲	عطاء الکریم	۴۸۴
۲۵۵۲۸	اشفاق محمود اعجاز	۳۰۸	۲۵۵۷۳	ملک محمد اختر	۶۲۰
۲۵۵۲۹	جمیل احمد	۴۰۵	۲۵۵۷۴	محمد الیاس	۵۴۸
۲۵۵۳۰	مسعود احمد ناصر	۴۹۶	۲۵۵۷۵	محمد اسلم	۴۴۱
۲۵۵۳۲	عبدالحمید	۴۲۶	۲۵۵۷۶	سلیم اللہ محمود	۴۴۱
۲۵۵۳۳	محمد رشید	۵۷۶	۲۵۵۷۸	کریم الدین	۵۲۸
۲۵۵۳۴	محمد سراقہ	۵۱۶	۲۵۵۸۰	مبارک احمد	۴۹۴
۲۵۵۳۵	عمر حیات	۵۶۱	۲۵۵۸۱	محبوب احمد	۴۷۴
۲۵۵۳۶	طارق محمود	۳۰۵	۲۵۵۸۲	سلطان محمد ادریس	۴۳۹
۲۵۵۳۸	مجیب اللہ خان	۴۰۵	۲۵۵۸۳	زبیر النبی	۵۴۰
۲۵۵۴۰	شاہد آفتاب	۴۱۶	۲۵۵۸۴	محمد رفیق	۴۷۰
۲۵۵۴۱	ارشد احمد	۴۹۵	۲۵۵۸۵	محمد مطیع اللہ شاہین	۷۱۶
۲۵۵۴۲	نصیر احمد	M.L	۲۵۵۸۶	ملک عبدالفاطر	۶۹۶
۲۵۵۴۳	محمد سمیع اللہ نصیر	۵۵۳	۲۵۵۸۷	محمد اکرم خالد	۶۳۳
۲۵۵۴۴	محمد حسین	۴۹۳	۲۵۵۸۸	محمد الیاس منیر	۷۱۷
۲۵۵۴۵	محمد افضل	۵۸۶	۲۵۵۸۹	طاہر محمود ناصر	۵۵۸
۲۵۵۴۶	عبدالعزیز	۵۰۷	۲۵۵۹۰	قمر احمد عطاء	۷۴۱ دوم
۲۵۵۴۸	داؤد احمد خالد	۲۹۵	۲۵۵۹۱	علیم الدین	۵۰۴
۲۵۵۴۹	مبشر احمد محمود	۵۷۹	۲۵۵۹۲	محمود احمد شاہد	۴۳۳
۲۵۵۵۰	منیر احمد خان	۴۵۶	۲۵۵۹۳	خواجہ ناصر احمد	۳۶۶
۲۵۵۵۱	محمد ابراہیم	۵۵۳	۲۵۵۹۴	شمس الحق طیب	۷۴۴ اوّل
۲۵۵۵۲	سعید احمد	۳۲۷	۲۵۵۹۵	لئیق احمد طاہر	۶۷۳
۲۵۵۵۳	نصیر احمد	۴۰۵	۲۵۵۹۶	جمیل احمد قمر	۶۸۳
۲۵۵۵۴	مسعود احمد	۳۴۵	۲۵۵۹۷	طاہر احمد مبشر	۴۹۰
۲۵۵۵۶	عبدالغفار خان	۵۶۱	۲۵۵۹۸	ظہیر احمد	۴۲۳
۲۵۵۵۷	نعیم الرحمٰن ضیاء	۵۶۸	۲۵۵۹۹	حافظ سمیع اللہ	۶۳۸

رول نمبر	نام طالب علم	حاصل کردہ نمبر	رول نمبر	نام طالب علم	حاصل کردہ نمبر
۲۵۶۰۰	خالد حسین	۶۳۴	۴۷۶۸۷	نعیم الدین	۴۶۵
۲۵۶۰۱	نصیر احمد طاہر	۵۴۹	۴۷۶۸۸	مسعود اقبال	۴۸۱
۲۵۶۰۲	عبداللہ ناصر	۴۶۸	۴۷۶۸۹	منصور احمد جاوید	۴۲۹
۲۵۶۰۳	عبدالکریم	۳۴۲	۴۷۶۹۰	طاہر احمد	۴۱۸
۲۵۶۰۴	عزیز اللہ خان	۵۰۲	۴۷۶۹۲	احسان اللہ	۴۱۴
۲۵۶۰۵	غلام قادر	۴۶۹	۴۷۶۹۴	ارشد احمد	۴۰۵
۲۵۶۰۶	عبدالباسط چیمہ	۴۳۵	۴۷۶۹۵	کلیم احمد	۳۸۱
۲۵۶۰۷	سید مبشر احمد باہری	۴۹۱	۴۷۶۹۶	سرفراز احمد	۴۰۵
۲۵۶۰۸	آفتاب احمد	۵۲۳	۴۷۷۰۳	محمد آصف ساجد	۴۶۴
۲۵۶۰۹	خالد منیر	۵۰۶	۴۷۷۰۵	شبیر احمد	۴۰۹
۲۵۶۱۰	اطہر محمود	۴۱۱	۴۷۷۰۷	نور محمد	۳۲۳
۲۵۶۱۱	احسان الحق پرویز	۴۷۴	۴۷۷۰۸	محمد سرور	۳۹۱
۲۵۶۱۲	وسیم احمد	۴۸۱	۴۷۷۰۹	ولی محمد اختر	۳۴۳
۲۵۶۱۳	جمال حبیب ارشد	۲۶۹	۴۷۷۱۰	اکبر احمد	۴۶۹
۲۵۶۱۵	زبیر احمد	۴۶۳	۴۷۷۱۳	مجیب احمد	۳۹۸
۲۵۶۱۶	اقتدار احمد اسد	۵۰۸	۴۷۷۱۴	محمد اعظم	۴۲۰
۲۵۶۱۷	نعیم احمد	۴۷۳	۴۷۷۱۵	مبشر احمد	۵۱۴
۲۵۶۱۸	کرام اللہ	۲۰۹	۴۷۷۱۶	ظہور احمد	۴۵۸
۲۵۶۲۰	مشتاق احمد	۳۸۱	۴۷۷۱۸	رشید الدین	۳۸۱
۲۵۶۲۲	یونس مسیح	۴۱۰	۴۷۷۱۹	سید محمد حسنین	۵۰۵
			۴۷۷۲۰	مظہر علی	۳۳۲
			۴۷۷۲۲	مبارک احمد قدیر	۴۲۷

سائنس گروپ

رول نمبر	نام طالب علم	حاصل کردہ نمبر
۴۷۶۸۲	منظور احمد	۳۶۹
۴۷۶۸۳	ظفر احمد	۴۲۸
۴۷۶۸۴	لیاقت احمد	۳۴۳
۴۷۶۸۵	محمد زبیر خالد	۵۰۰

الفضل میں اشتہار دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔
(منیجر)

شکریہ احباب و درخواست دعا

ہمارے پیارے اور محسن بھائی محترم چوہدری فیض احمد صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ حلقہ پوہلا مہاراں ضلع سیالکوٹ ۱۲ جون کو وفات پاکر اپنے حقیقی مولیٰ سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ○

اس موقع پر بہت سے احباب نے ہمارے گھر پر تشریف لاکر اور خطوط اور تاروں کے ذریعہ تعزیت فرمائی اور ہمارے غمگین دلوں کی ڈھارس بندھائی اور ابھی یہ سلسلہ جاری ہے۔ گو کوشش کی جا رہی ہے کہ سب احباب کو ان کے خطوط اور تاروں کا فرداً فرداً جواب دیا جائے مگر فی الحال ایسا کرنا ممکن نہیں ہے۔ اس لئے ہم بذریعہ الفضل اپنی اور اپنے تمام عزیزوں کی طرف سے ان تمام احباب کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے اس موقع پر ہمارے ساتھ اظہار ہمدردی فرماکر ہمارے غم کو ہلکا کرنے کی کوشش فرمائی۔ اللہ تعالیٰ سب کو اجرِ عظیم عطا فرمائے۔

نیز دعا کی درخواست کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند کرے، اپنے قرب میں بلند مقام عطا فرمائے، ہم سب افرادِ خاندان کو صبرِ جمیل کی توفیق بخشے اور اس خلاء کو محض اپنے فضل سے پُر فرمائے جو آپ کی وفات سے ہمارے خاندان اور اس علاقہ کی جماعت میں پیدا ہوگیا ہے۔ اَللّٰھُمَّ آمِیْن۔

(چوہدری) غلام اللہ چوہدری فیض الرحمان پوہلا مہاراں
براستہ بدوملہی ضلع سیالکوٹ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کامل الایمان وہی شخص کہلا سکتا ہے جو ہر ابتلاء اور مصیبت میں ثابت قدم رہتا ہے

ہر حالت میں خدا تعالیٰ سے اپنا تعلق مضبوط رکھنا چاہیئے اور کسی مصیبت میں بھی تعلق کو منقطع نہیں کرنا چاہیئے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عبادت پوری توجہ سے ادا کرنے کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

اللہ تعالیٰ کو یہی پسند ہے کہ انسان اس کی طرف پوری طرح متوجہ ہو۔ بے دلی سے اس کی عبادت مقبول نہیں ہوتی۔ خوشی اور رنج دونوں میں اس کا ساتھ نہیں چھوڑنا چاہیئے۔ ورنہ ایسے ایمان کا کوئی فائدہ نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ ایمان جو انسان کو خدا تعالیٰ کے انعامات کا وارث کرتا اور اس کو مقرب اور نعماء الٰہی کا جاذب بناتا ہے وہی ایمان ہوتا ہے جو ہر قسم کے شکوک و شبہات سے پاک اور ماسوی اللہ کی محبت سے خالی ہو۔ ہمارے ملک میں بھی لوگ کہا کرتے ہیں کہ دو کشتیوں میں پاؤں رکھنے والا انسان کبھی بچ نہیں سکتا۔ اگر دونوں کشتیاں کچھ وقت اکٹھی بھی چلتی جائیں تب بھی پانی کی رو ایک نہ ایک دن انکو ضرور علیحدہ کر دے گی اور ان کشتیوں میں پاؤں رکھنے والا انسان غرق ہو کر رہے گا۔ اسی طرح خدا تعالیٰ بھی ان لوگوں سے کوئی تعلق نہیں رکھتا جو مونہہ سے تو اس کے ساتھ اپنی محبت کا دعوے کرتے ہوں اور عملی طور پر رات دن وہ دنیا پر گرے رہتے ہوں اور خدائی احکام کو پس پشت ڈال رہے ہوں۔

جب ترکوں نے بغداد پر حملہ کیا تو اٹھارہ لاکھ آدمی انہوں نے قتل کر دیا تھا۔ ایسی تباہی اور بربادی کے وقت کچھ لوگ ایک بزرگ کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس تباہی سے بچا لے۔ انہوں نے کہا کہ میں کیا دعا کروں۔ میں تو جب بھی ہاتھ اٹھاتا ہوں مجھے آسمان سے ملائکہ کی یہ آواز سنائی دیتی ہے کہ:۔

ایّھا الکفّار اقتلوا الفجّار۔

یعنی اے کافرو! ان فاجر مسلمانوں کو سخت مارو۔ حالانکہ بظاہر ان میں سے ایک فریق جو مارا جا رہا تھا خدا اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا تھا مگر چونکہ مسلمان کہلانے والوں نے مذہب کو صرف نام کے طور پر قبول کیا تھا اور اپنے قلوب میں انہوں نے کوئی تغیر پیدا نہیں کیا تھا اس لئے ان پر عذاب آ گیا۔

پس انسان کو چاہیئے کہ وہ ہمیشہ اپنے ایمان کا جائزہ لیتا رہے اور دیکھتا رہے کہ اس کا خدا تعالیٰ کے ساتھ کیسا تعلق ہے اور آیا عُسر اور یُسر دونوں حالتوں میں وہ وفاداری کے ساتھ اپنے عہد پر قائم ہے یا نہیں۔ اگر انعام کے وقت وہ خدا تعالیٰ کی تعریف کرتا اور مصیبت کے وقت شکوہ کرنا شروع کر دیتا ہے کہ خدا نے پہلے مجھ پر کونسا احسان کیا تھا جو یہ مصیبت بھی بھیج دی تو صاف پتہ لگ جاتا ہے کہ اس کا ایمان محض دھوکہ تھا۔ کامل الایمان وہی شخص کہلا سکتا ہے جو ہر ابتلاء اور مصیبت میں ثابت قدم رہتا ہے بلکہ مصائب کے آنے پر وہ اللہ تعالیٰ کے حضور اور زیادہ جھک جاتا ہے اور اپنے اندر پہلے سے بھی زیادہ عجز اور انکسار پیدا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہیں ہر حالت میں خدا تعالیٰ سے اپنا تعلق مضبوط رکھنا چاہیئے اور کسی مصیبت میں بھی اس سے اپنا تعلق قطع نہیں کرنا چاہیئے۔"

(تفسیر کبیر جلد پنجم حصہ اول ص۱۷)

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی اور تزکیہ نفوس کرتی ہے!

محترم ملک مشتاق احمد خان اسسٹنٹ انجینئر وفات پا گئے

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

میرے بہنوئی محترم ملک مشتاق احمد خان ریٹائرڈ اسسٹنٹ ایگزیکٹو انجینئر ۱۰ جولائی ۱۹۷۴ء کو صبح سات بجے جناح ہسپتال کراچی میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم بہت عرصہ سے بیمار چلے آ رہے تھے۔ اور آخر میں انہیں جناح ہسپتال میں بغرض علاج داخل کیا گیا تھا۔

مرحوم بہت مخلص اور فدائی احمدی تھے۔ احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا کرے۔ دین و دنیا میں ان کا ہر طرح حافظ و ناصر ہو۔ آمین

(خلافت لیفٹیننٹ خلیل احمد کراچی)

اشاعت اسلام کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر دو

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

"اگر تم چاہتے ہو کہ تم خدا تعالیٰ کی برکت حاصل کرو تو آؤ دین کے کام میں لگ جاؤ اور اشاعت اسلام کے لئے اپنی زندگیوں کو وقف کرو اور یہ مت خیال کرو کہ اگر تم دین کے لئے اپنا مال خرچ کرو گے دین کے لئے اپنا جانیں قربان کرو گے اور دین کے لئے اپنا وقت دو گے تو تمہیں اس سے نقصان ہو گا بلکہ یاد رکھو واللّٰہ خیر الرازقین جب اس طرح مال خرچ کرو گے تو خدا تعالیٰ تمہیں دنیا کا بادشاہ بنا دیگا۔ دولت تمہارے قدموں میں آئے گی اور یہ چھوٹی چھوٹی قربانیاں تمہیں بالکل حقیر اور ذلیل نظر آنے لگیں۔"

(الفضل ۲۹ مارچ ۱۹۳۵ء)

(وکیل الدیوان تحریک جدید)

نماز کی حقیقت اور اس کی انقلاب انگیز تاثیر

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"نماز وہ شے ہے جسے دل بھی محسوس کرے کہ روح پگھل کر خوفناک حالت میں آستانہ الوہیت پر گر پڑے۔ جہاں تک طاقت ہے وہاں تک رقت پیدا کرنے کی کوشش کرے اور تضرع سے دعا مانگے کہ شوخی اور گناہ جو اندر نفس میں ہیں وہ دور ہوں۔ اسی قسم کی نماز بابرکت ہوتی ہے۔ اور اگر وہ اس پر استقامت اختیار کرے گا تو دیکھے گا کہ رات کو یا دن کو ایک نور اس کے قلب پر گرا ہے اور نفس امارہ کی شوخی کم ہو گئی ہے (ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۱۲۳)

(قیادت تربیت مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

فوری ضرورت

افریقہ میں نصرت جہاں سکیم کے تحت قائم کردہ بعض ہسپتالوں میں نرسنگ، ڈسپنسنگ، لیبارٹری اور ایکسرے وغیرہ کا کام جاننے والے Health Sec یعنی میاں بیوی بھجوانے کی ضرورت ہے۔ خواہشمند Couples فوری طور پر اپنی درخواستیں مع اپنی سندات وغیرہ کے سیکرٹری مجلس نصرت جہاں ربوہ کے نام بھجوائیں!

(سیکرٹری مجلس نصرت جہاں ربوہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴